محمد عمر فاروق

# جنابِ ہارون الرشید! اللہ سے معافی مانگیئے

ہمارے رفیقِ فکر اور رکن ادارہ جناب محمد عمر فاروق نے ذیل کے خط میں روزنامہ اساس" راولپنڈی کے کالم نگار جناب ہارون الرشید کے ایک کالم پر نقد و نظر کا اظہار کیا ہے انہوں نے یہ خط "اساس" کے علاوہ ہمیں بھی ارسال فرمایا جسے ہم قارئین کی خدمت میں من و عن پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

محترم افتخار عادل صاحب چیف ایڈیٹر روزنامہ "اساس" راولپنڈی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

امید ہے کہ مزاجِ بخیر ہوں گے۔

روزنامہ "اساس" کی بڑھتی ہوئی مقبولیت پر ڈھیروں مبارکباد قبول فرمائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ تنقیدی آراء اور مضامین کو بھی من و عن چھاپتے ہیں کہ تعمیری تنقید خیر کی راہیں اجالتی ہے۔ اللہ پاک آپ کو صداقتوں کا نقیب بنائیں آمین۔

"اساس" کی ۲۸ جنوری ۹۸ء کی اشاعت میں میرے مہربان محترم ہارون الرشید صاحب کا کالم بعنوان "سیف الملوک" اشاعت پذیر ہوا۔ اس سلسلہ میں چند باتیں پیش خدمت ہیں اس کالم میں جانب ہارون الرشید کا قلم دانستہ یا غیر دانستہ طور پر جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ اور جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تذکرے میں کچھ بے باک ہو گیا ہے۔ انہوں نے قرنِ اول کے جنت نشانوں سے موجودہ بے دین، خود غرض، موقع پرست اور منافق طبقے یعنی سیاستدانوں سے تشبیہ دی جا ہے بے خبری سہی لیکن بہر طور ذم اور توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ جس کی خوفناکی کا اندازہ شاید انہیں دوران تحریر نہ ہو سکا ہو جناب ہارون الرشید نے لکھا ہے کہ

"سیاستدان وہ شخص ہوتا ہے جو ضرورت پڑنے پر بالکل سامنے کی حقیقت سے انکار کر دے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد میں سیاست کاروں اور مصلحت پسندوں نے اس کے سوا اور کیا کیا تھا؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور پھر ان کے جانشینوں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ کون تھے"؟

پہلی بات یہ ذہن میں رہنی چاہیے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان نزاع مروجہ شخصی حاکمیت یا ذاتی دشمنی کی بناء پر ہرگز ہرگز نہ تھا۔ جو بدقسمتی سے آجکل ہمارے معاشرے کا نشانِ امتیاز بن چکی ہے۔ خدا شاہد ہے کہ ان واجب الاحترام دونوں بزرگوں کے درمیان وجہ اختلاف قصاص عثمان رضی اللہ عنہ لینے میں دیر سویر تھی جناب علی رضی اللہ عنہ حالات کے سنبھلنے پر اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہ فوری قصاص لینے کے داعی تھے۔ امتِ محمدیہ کے صدیوں پرانے فیصلے کی روشنی

میں دونوں حضرات مجتہد تھے اور دونوں حق پر تھے۔ اگر مجتہد سے اجتہاد کے بعد غلطی ظاہر ہو جائے تو اسے ایک اور اگر کامیابی ہو جائے تو اسے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ لیکن کوئی غیر صحابی کسی صحابی کو خطاء کار قرار نہیں دے سکتا۔ بہر حال ان ہر دو حضرات کے ساتھ صحابہ کرام کی بھاری اکثریت تھی۔ ملاحظہ فرمایئے کہ جناب ہارون الرشید نے ان کی بیعت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہ کو کیا القاب دیئے ہیں "حقیقت سے انکار کرنیوالے" "سیاست کار" "مصلحت پسند" (العیاذ باللہ)

جنابِ والا! دوسری بات یہ یاد رکھیئے کہ صحابی رضی اللہ عنہ چاہے آخری دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو، ہے تو اللہ کے رسول کا مونس و غمخوار اور رفیق و دمساز، اس کا مرتبہ بلا تفریق مسلک تمام فقیہان و محدثین کے نزدیک بعد میں قیامت تک آنے والے اولیاء قطب، اور غوث و ابدال سے کروڑوں درجہ افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ انہیں صحبت رسول کا شرف حاصل ہے اور قرآن مجید نے انہیں زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآنی شخصیات ہیں نہ کہ تاریخی۔ اسلیے کہ تاریخ انسانوں نے لکھی ہے جبکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ جس میں بعد میں آنیوالوں کے لیے ایمان کا معیار صحابہ کے ایمان کو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کے فیصلے اور احادیث نبوی کی روشنی میں ان قدسی صفت افراد کے خلاف زبان و قلم سے کچھ کہنا یا لکھنا سراسر قرآنی احکامات سے روگردانی کے زمرے میں آتا ہے۔

اگر یہ عظیم لوگ کسی کے ہاتھ بکنے والے ہوتے تو شورش کاشمیری مرحوم کے بقول "ان کو خریدنے والے خود بک بک کر انہیں خریدتے۔" وہ تو اللہ کے رسول کے تربیت یافتہ تھے۔ جن کا تزکیہ نفس خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور ان کے سینوں کو نفاق، بغض و کدورت اور مال کی محبت سے پاک کر دیا تھا۔ آجکل کے کسی بے سند مفکر کے پیروکاروں میں ان کی ناقص شخصیت اور تربیت کی بدولت سیاستدانوں کی جملہ آلائشیں تو پیدا ہو سکتی ہیں اور ہیں بھی۔ لیکن نبی علیہ السلام کی پاک تربیت سے آراستہ ان خلد مکانوں میں ان کمزوریوں کا تصور ہی گناہ ہے۔ چہ نسبت خاک بہ عالم پاک را۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کون انکار کر سکتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد جناب علی رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھوں بے بس ہو گئے تھے۔ جن کی اکثریت ان کا دم بھرنے کی محض دعویدار تھی اور قتل عثمان کا علی الاعلان بہ تعداد کثیر اقرار کرتی تھی۔ اسلیے وہ فوری طور پر قصاص نہ لے سکنے کا عذر پیش فرماتے تھے۔ ان بلوائیوں کے علاوہ کوئی ایسا گروہ نہ تھا جسے سیاستدان یا کھلے لفظوں میں منافق کہا جا سکے۔ صحابہ کرام کی اکثریت نے دونوں بزرگوں کی بیعت کی ہوئی تھی۔ جو حد درجہ بے غرض، جاں نثار اور خلوص قلب سے مزین تھے۔ وہ قول کے پکے تھے۔ جان دے دیتے تھے۔ لیکن اپنی بات سے نہ پھرتے تھے انہوں نے مصلحت کوشیوں کی بجائے حق و صداقت کا ساتھ دیا سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ علی الاعلان کہا۔ جس کی پاداش میں عقوبتوں اور صعوبتوں کی آزمائشوں سے گزرے اور عزیمت کی بے مثال داستانیں جریدہ عالم پر ثبت کر گئے۔

جناب والا! تشبیہ دینے کے لیے مرفوع القلم لوگ بھی چنے جا سکتے ہیں۔ اللہ کے لیے اپنی پسند کی تشبیہات چسپاں کرنے کیلیے صحابہ رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو داغدار کرنے کی جسارت نہ کیجئے اپنے ناتراشیدہ الفاظ و تراکیب سے گنبد خضریٰ کے مکین عالی کو نہ تڑپایئے اور پھر افتراق و انتشار کا دروازہ کھلنے میں دیر بھی نہیں لگتی۔

جناب ہارون الرشید! اللہ کے حضور معافی مانگیں۔ اسی میں ایمان کی سلامتی، آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ اپنی غلطی سے رجوع کیجئے کہ غلطی کا اعتراف کرلینا، ہمیشہ اہل علم کا شیوہ رہا ہے۔

آج سے قریباً پون صدی پیشتر کچھ بھول غیر دانستہ ایک جلیل القدر عالم دین، محدث، مفکر، فقیہہ اور مؤرخ جناب مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی (جن کے فضل و کمال سے استفادہ کرنا علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی باعث فخر سمجھتے تھے تو انہوں نے اسے انا کا مسئلہ بنانے کی بجائے بلاتاخیر ان الفاظ کے ساتھ اللہ کے حضور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرلیا تھا کہ

"غزوہ بدر کی روایتوں کی تنقید کے سلسلہ میں ایک مقام پر اس نافہم، ہیچ مدان کے خطا کار قلم سے حضرت کعب بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت پر نامناسب تنقید لکھی گئی تھی۔ جس سے ایک گھرانہ کے ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کی شان میں سوء ظن کا پہلو پیدا ہوتا تھا۔ جس پر مجھے شرمندگی ہے۔ اور اب میں اپنی اس غلطی و نادانی کو مان کر اس عبارت کو قلمزد کر کے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برات کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عفو کا خواستگار ہوں۔

بندہ ہماں بہ کہ زتقصیر خویش

عذر بہ درگاہ خدا آورد

(سیرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ دیباچہ طبع چہارم)

میرے محترم! اللہ تعالیٰ آپ کو صداقتوں کا راہی بننے کی توفیق دے آمین۔ محترم ہارون الرشید صاحب کی تحریر سے واقعتاً دل دکھا ہے اور دلی جذبات نوک قلم پر آ گئے۔ دل میں رہتے تو بغض کا روپ دھار لیتے۔ جو فی الحقیقت منافقین کا شیوہ ہے۔ میرے کسی فقرے یا تحریر سے جناب ہارون الرشید برانگیختہ نہ ہوں۔ بلکہ انہیں میرے جذبات کی تیزی سمجھ کر معاف فرمادیں۔

امید ہے کہ آپ میری ان گزارشات کو اخبار میں جگہ دے کر سچائی کی روشنی عام کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ جس کا اجر یقیناً اللہ کے ہاں ہے۔ فقیر بجز دعاؤں کے دامنِ دل میں کچھ نہیں رکھتا سو یہ خزانہ لٹاتا رہتا ہوں۔

والسلام نیاز مند محمد عمر فاروق
(تلہ گنگ۔ ضلع چکوال)